REVIEW OF CRIME, PEACE AND SOCIETY
ISSN (O): 3079-6105, ISSN (P): 3079-6091
Vol. 3, No. 2, 2026, 315-328

Religious Beliefs and Contemporary Conflicts: A Comparative and Analytical Study of the Concepts of the "Final Battle" in Christian Zionism and Islamic Traditions

Asmat Ali Khan[1], Dr. Qaiser Bilal*[2]

Abstract

This study presents a critical, comprehensive, and comparative analysis of the "Final Battle" concept within Christian Zionist theology and Islamic eschatological traditions. It aims to explore the theological foundations, scriptural derivations, hermeneutical variations, and contemporary socio-political implications of these end-time beliefs. In Christian Zionism, the doctrine of Armageddon rooted in dispensationalist interpretations of the Book of Revelation, Daniel, and Ezekiel is inextricably linked to the modern State of Israel, the reconstruction of the Third Temple, the Second Coming of Christ, and the literal fulfillment of biblical prophecy. This eschatological worldview profoundly influences contemporary evangelicalism and Western geopolitical discourse regarding the Middle East. Conversely, Islamic eschatology frames al-Malḥamah al-ʿUẓmā (The Great Battle) within a broader prophetic sequence involving the advent of al-Mahdī, the emergence of al-Dajjāl (the Antichrist), and the descent of Prophet ʿĪsā (Jesus). Unlike the politically driven Christian Zionist narrative, the Islamic tradition emphasizes moral accountability, spiritual resilience against tribulation (fitnah), and ultimate divine justice rather than promoting geopolitical agendas. Employing a qualitative, textual, and comparative methodology, this research evaluates primary scriptural sources alongside modern scholarly discourse. All citations and references are formatted in strict compliance with the Chicago Manual of Style (Footnotes format).

Article History
Received 29 May 2026
Revised 13 June 2026
Accepted 24 June 2026
Published 30 June 2026

Corresponding Author: *

OPEN ACCESS

Keywords
Christian Zionism, Armageddon, Al-Malḥamah al-ʿUẓmā, Islamic Eschatology, Dispensationalism, Political Theology, Middle East Conflicts, Interfaith Dialogue.

. مقدمہ (Introduction)

مذہبی متون اور الہامی تعلیمات محض انفرادی روحانیت اور اخلاقی رہنمائی تک محدود نہیں ہوتیں، بلکہ وہ تاریخ کے مختلف ادوار میں تہذیبی شعور، ریاستی حکمتِ عملیوں، اور عالمی سیاسی بیانیوں کی تشکیل میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ ابراہیمی مذاہب (یہودیت، مسیحیت اور اسلام) میں آخرت شناسی (Eschatology) ایک ایسا بنیادی اعتقادی موضوع ہے جو کائنات، انسان اور انسانی تاریخ کے حتمی انجام سے بحث کرتا ہے۔ ان تینوں مذاہب کا ایک مشترکہ کلامی و فلسفیانہ ایقان یہ ہے کہ انسانی تاریخ کوئی بے مقصد یا دائروی (Cyclical) سفر نہیں ہے، بلکہ یہ ایک معین، خطی (Linear) اور مقصد پر مبنی راستے

[1], Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology (KUST), Kohat, Pakistan. Email: asmatalikpkk@gmail.com
[2] Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology (KUST), Kohat, Pakistan.

پر گامزن ہے، جس کا اختتام خیر اور شر (Good and Evil) کے درمیان ایک فیصلہ کن، عالمگیر اور کائناتی معرکے پر ہوگا۔ مذہبی اسکاٹولوجی کی رو سے اس معرکے کے بعد ہی دنیا میں ظلم، ناانصافی اور باطل اقتدار کا خاتمہ ممکن ہوگا اور الٰہی عدل و امن کا عالمگیر دورِ حکومت قائم ہوگا۔[1]

عصرِ حاضر کے پیچیدہ سیاسی اور جغرافیائی تناظر میں، بالخصوص مشرقِ وسطیٰ کے تنازعات، مسئلہ فلسطین اور بین الاقوامی سفارت کاری کے میدان میں، ان آخرالزمانی پیش گوئیوں نے غیر معمولی اہمیت اختیار کر لی ہے۔ عیسائی صیہونیت (Christian Zionism) نے ان اسکاٹولوجیکل عقائد کو کلیسا کی چار دیواری اور ذاتی عقیدے کے دائرے سے نکال کر عالمی سیاست، فوجی حکمتِ عملی اور بین الاقوامی جنگوں کے جواز کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ عیسائی صیہونی الٰہیات دان بائبل، خصوصاً 'کتابِ مکاشفہ' (Book of Revelation)، 'کتابِ دانی ایل' اور 'حزقی ایل' کی ایک مخصوص، الحرفی (Literalist) اور سیاسی تعبیر کی بنیاد پر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ 1948ء میں جدید ریاستِ اسرائیل کا قیام، اس کی عسکری و جغرافیائی توسیع، اور یروشلم پر مکمل یہودی تسلط حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد (Second Coming) اور 'آرمگڈن' (Armageddon) کی جنگ کے لیے ناگزیر پیشگی شرائط ہیں۔[2]

دوسری جانب، اسلامی روایات میں آخری زمانے کے اس عظیم تصادم کو 'الملحمۃ العظمیٰ' (سب سے بڑی جنگ) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ احادیثِ نبویہ ﷺ میں اس معرکے کے پیش آنے کے حالات، اس کے جغرافیائی الخد و خال (جیسے شام کا علاقہ دابق اور اعماق)، اور اس سے مربوط دیگر عظیم علامات (جیسے ظہورِ امام مہدیؑ، خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰؑ) کا انتہائی تفصیلی اور جامع ذکر موجود ہے۔ تاہم، اسلامی اسکاٹولوجی کی تفسیری روح کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اس کا بنیادی ہدف کسی مخصوص نسل، جدید قوم یا ریاست کی سیاسی و جغرافیائی بالادستی قائم کرنا نہیں ہے، بلکہ اسے شدید فتنوں کے دور میں اہل ایمان کی اخلاقی و ایمانی استقامت، روحانی پاکیزگی، اور الٰہی عدل کے حتمی غلبے کی نوید کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔[3]

1.1 قضیہ تحقیق (Problem Statement)

موجودہ دور میں عیسائی صیہونیت کے زیرِ اثر 'آرمگڈن' کے عقیدے کو جس طرح مشرقِ وسطیٰ کی عملی سیاست اور امریکی خارجہ پالیسی سے جوڑا گیا ہے، اس کے نتیجے میں مذہبی پیش گوئیوں کو عالمی تنازعات، خطے میں عسکری مداخلت، اور فلسطینی عوام کی بے دخلی کے لیے الٰہیاتی جواز (Theological Justification) کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس کے مقابلے میں، اسلامی دنیا میں بھی بعض غیر مطبوعہ یا غیر مستند تعبیرات کے ذریعے الملحمۃ العظمیٰ کی احادیث کو عصری سیاسی حالات پر زبردستی منطبق کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں، جس سے علمی اور عوامی سطح پر شدّت پسندی اور سنسنی خیزی نے جنم لیا ہے۔ اس صورتِ حال میں ایک ایسے غیر جانبدار، عمیق اور مستند تقابلی مطالعے کی اشد ضرورت ہے جو ان دونوں مذہبی روایات کی اصل نصوص، الٰہیاتی ارتقاء، تفسیری تفریق، اور ان کے عصری جیو پولیٹیکل اثرات کا سائنسی و تنقیدی جائزہ پیش کرے۔

1.2 تحقیق کی اہمیت و افادیت (Significance of the Study)

یہ تحقیق علمی و اکیڈمک نقطۂ نظر سے چند بنیادی جہتوں میں نہایت اہم ہے:

1.یہ مذہب اور بین الاقوامی سیاست کے باہمی تعلق (Political Theology) کو سمجھنے کے لیے ایک مضبوط فریم ورک فراہم کرتی ہے۔

2.یہ واضح کرتی ہے کہ کس طرح مقدس متون کی تفسیری غلطیاں یا ان کا تزویراتی (Strategic) استعمال بین الاقوامی قوانین اور انسانی حقوق کی پامالی کا سبب بنتا ہے۔

3.یہ اسلام اور مسیحیت کے درمیان آخرت شناسی سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے ایک متوازن، معتدل اور علمی بین المذاہب مکالمے (Interfaith Dialogue) کی راہ ہموار کرتی ہے۔

1.3 تحقیقی سوالات (Research Questions)

1. عیسائی صیہونیت میں "آرمگڈّن" اور اسلامی روایات میں "الملحمۃ العظمیٰ" کا تصور کن بنیادی متون، الٰہیاتی مبانی اور تفسیری اصولوں پر قائم ہے؟
2. ان دونوں آخرالزمانی تصورات میں کیا بنیادی الٰہیاتی مماثلتیں اور فکری تضادات پائے جاتے ہیں؟
3. عیسائی صیہونی عقائد نے بالخصوص امریکی خارجہ پالیسی، مسئلہ فلسطین اور مشرقِ وسطیٰ کے سیاسی منظر نامے کو کس حد تک متاثر کیا ہے؟
4. اسلامی روایات فتنوں کے اس دور میں مسلمانوں کو کیا اخلاقی، ایمانی اور عملی حکمتِ عملی فراہم کرتی ہیں؟

2. طریقۂ تحقیق (Research Methodology)

اس تحقیقی مقالے میں موضوع کی نزاکت اور علمی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے 'کیفیاتی' (Qualitative)، 'تقابلی و تجزیاتی' (Comparative & Analytical) اور 'متنی تنقید' (Textual Criticism) کا جامع طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ دونوں مذہبی روایتوں کو سمجھنے کے لیے 'فینومینولوجیکل' (Phenomenological) نقطۂ نظر کا اطلاق کیا گیا ہے تاکہ ہر مذہب کے عقیدے کو کسی تعصب یا سیاسی جانبداری کے بغیر، اس کے اپنے مسلمہ الٰہیاتی تناظر میں دیکھا جا سکے۔[4]

مواد کے حصول اور تجزیے کے لیے نصوص کو دو بنیادی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1.بنیادی مصادر(Primary Sources:) اسلامی الٰہیات کے لیے قرآنِ کریم، صحاحِ ستہ (خصوصاً صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد اور سنن الترمذی) کے اصل عربی متون۔ عیسائی الٰہیات کے لیے بائبل مقدس (عہدِ عتیق و جدید)، خصوصاً کتابِ دانی ایل، حزقی ایل اور کتابِ مکاشفہ (Book of Revelation)۔

2.ثانوی مصادر-(Secondar Sources) کتبِ تفاسیر (تفسیر ابن کثیر، القرطبی)، شروحاتِ حدیث (المنہج شرح صحیح مسلم از امام نووی، مرقاۃ المفاتیح از ملا علی

قاری، فتح الباری از ابن حجر عسقلانی)، اور معاصر مغربی و مسلم محققین (جیسے اسٹیفن سائزر، پال بوئیر، الیسٹر میک گرا) کی تحقیقی کتب و جرائد۔[5]

3۔ ادبی جائزہ (Literature Review)

عیسائی صیہونیت اور اسلامی روایات کے آخرالزمانی تصورات پر مغرب اور عالمِ اسلام میں علیحدہ علیحدہ وسیع لٹریچر موجود ہے، تاہم ان دونوں کی سیاسی الٰہیات کا تقابلی مطالعہ نسبتاً کم ملتا ہے۔ پال بوئیر (Paul Boyer) نے اپنی معروف تصنیف *'When Time Shall Be No More: Prophecy Belief in Modern American Culture'* میں اس امر کی عمیق تفصیل پیش کی ہے کہ کس طرح بائبلی پیش گوئیوں اور آرمگڈّن کے عقیدے نے امریکی عوامی ثقافت، میڈیا اور سیاسی بیانیے پر گہرے نقوش ثبت کیے ہیں۔ بوئیر کے مطابق، امریکہ کی ایک بڑی آبادی یہ مانتی ہے کہ آخری زمانے کی جنگ کسی بھی وقت برپا ہو سکتی ہے اور اس کے لیے اسرائیل کا وجود لازم ہے۔[6]
اسٹیفن سائزر (Stephen Sizer) نے اپنی شاہکار کتاب *'Christian Zionism: Road-map to Armageddon?'* میں عیسائی صیہونیت کی تاریخ، الٰہیاتی خامیوں اور سیاسی مضمرات کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ سائزر نے ثابت کیا ہے کہ عیسائی صیہونیت ایک ایسا تحریک ہے جو عیسائیت کے روایتی پیغامِ امن اور محبت کے برعکس ایک خونریز عالمی جنگ (آرمگڈّن) کی شمع کو روشن رکھنا چاہتی ہے تاکہ پیش گوئیاں پوری ہو سکیں۔[7] ڈونلڈ ویگنر (Donald Wagner) نے اپنی کتاب *'Anxious for Armageddon'* میں اس بات کو اجاگر کیا ہے کہ عیسائی صیہونی الٰہیات کس طرح مشرقِ وسطیٰ میں ناانصافی اور فلسطینیوں کی حق تلفی پر پردہ ڈالنے کا کام کرتی ہے۔[8]
اسلامی فکر میں، کلاسیکی محدثین جیسے حافظ ابن کثیر (المتوفی 774ھ) نے *'النهاية في الفتن والملاحم'* میں آخری زمانے کی علامات اور الملاحم پر تفصیلی کام کیا ہے۔ عصرِ حاضر میں بعض مسلم مصنفین نے اسکاٹولوجیکل احادیث کا جغرافیائی و سیاسی تجزیہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن ان میں سے بعض تحریروں میں سنسنی خیزی کا عنصر غالب ہے۔ ڈاکٹر محی الدین ہاشمی اور محبوب الرحمٰن نے اپنے اکیڈمک کاموں میں اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلامی آخرت شناسی کی روح کو سمجھنے کے لیے نصوص کی لغوی اور سیاقی تعبیر ضروری ہے، نہ کہ جذباتی و سیاسی انطباق۔[9] یہ مقالہ اسی اکیڈمک خلا (Research Gap) کو پر کرتا ہے اور دونوں مذہبی روایات کا متوازی اور تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔

4۔ عیسائی صیہونیت: تاریخی، نظریاتی اور فکری ارتقاء (Christian Zionism)

عیسائی صیہونیت سے مراد پروٹسٹنٹ مسیحیت کا وہ مخصوص الٰہیاتی و سیاسی رجحان ہے جو اس عقیدے کو لازمی جزو قرار دیتا ہے کہ ارضِ مقدس (فلسطین) پر یہود کی واپسی،

1948ء میں ریاستِ اسرائیل کا قیام، اور یروشلم پر ان کا مکمل قبضہ بائبلی پیش گوئیوں کی من و عن تکمیل ہے۔ اس نظریے کے حامل مسیحیوں کا ماننا ہے کہ خدا کا یہودیوں کے ساتھ کیا گیا زمین کا وعدہ ابدی ہے اور اس پر چرچ کا کوئی متبادل حق قائم نہیں ہوا۔[10]

4.1 ڈسپنسیشنل ازم (Dispensationalism) اور جان نیلسن ڈاربی

عیسائی صیہونیت کی موجودہ شکل کی بنیاد انیسویں صدی میں برطانوی پروٹسٹنٹ مبلغ جان نیلسن ڈاربی (John Nelson Darby: 1800–1882) نے رکھی۔ ڈاربی نے 'ڈسپنسیشنل ازم' (تقسیمی الٰہیات) کا فریم ورک متعارف کرایا، جس کے تحت خدا نے انسانی تاریخ کو سات الگ الگ ادوار (Dispensations) میں تقسیم کیا ہے۔ ڈاربی کا سب سے بنیادی اور متنازعہ نقطہ یہ تھا کہ خدا کے دو مختلف 'چنے ہوئے لوگ' (Chosen People) ہیں:

1. **چرچ (کلیسا):** جو ایک روحانی وجود ہے اور اس کا مقصد آسمانی نجات ہے۔
2. **اسرائیل (یہودی قوم):** جو ایک زمینی و قومی وجود ہے اور اس کا مقصد ارضِ مقدس پر زمینی حکومت کا قیام ہے۔[11]

روایتی مسیحی الٰہیات (Replacement Theology / Supersessionism) کا موقف یہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانے کے بعد چرچ نے اسرائیل کی جگہ لے لی ہے، لیکن ڈاربی نے اس نظریے کو رد کرتے ہوئے کہا کہ خدا کا بنی اسرائیل کے ساتھ کیا گیا زمینی وعدہ قائم ہے اور اس کی تکمیل کے لیے ان کا فلسطین میں جمع ہونا فرض ہے۔

4.2 سکوفیلڈ ریفرنس بائبل اور امریکی پروٹسٹنٹ فکر

ڈاربی کے ان افکار کو 20 ویں صدی کے آغاز میں امریکہ میں سی۔ آئی۔ سکوفیلڈ (C.I. Scofield) نے بے پناہ مقبولیت بخشا۔ سکوفیلڈ نے 1909ء میں *'Scofield Reference Bible'* شائع کی، جس میں اس نے بائبل کے اصل متن کے نچلے حاشیوں (Footnotes) میں ڈسپنسیشنل الٰہیات اور اسرائیل کی مرکزیت کو شامل کر دیا۔ چونکہ بائبل کا یہ ایڈیشن امریکہ کے کروڑوں انجیلی (Evangelical) عیسائیوں کے گھروں اور سنڈے اسکولوں میں پڑھایا گیا، اس لیے عام مسیحیوں نے سکوفیلڈ کے حواشی کو بائبل کا ہی الہامی حصہ سمجھ لیا۔[12] اس الٰہیات کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کی آمدِ ثانی سے قبل درج ذیل مراحل کا ہونا ضروری ہے:

پہلا۔یہودیوں کی فلسطین میں بازآبادکاری (تکمیل شدہ: 1948ء)۔
دوسرا۔یروشلم پر یہودی قبضہ (تکمیل شدہ: 1967ء)۔
تیسرا ۔مسجدِ اقصیٰ کی جگہ ہیکلِ سلیمانی (Third Temple) کی دوبارہ تعمیر۔
چوتھا۔آرمگڈن (Armageddon) کی عظیم خونریز جنگ۔
پانچواں ۔چرچ کا اٹھایا جانا[13]۔

5۔ آرمگڈن (Armageddon) کا بائبلی اور مذہبی تصور

عیسائی صیہونی الٰہیات کا حتمی نقطۂ عروج 'آرمگڈّن' کا عقیدہ ہے۔ لفظ 'آرمگڈّن' بائبل میں صرف ایک مرتبہ عہدِ جدید کی آخری کتاب 'کتابِ مکاشفہ' (Book of Revelation) کے باب 16 میں آیا ہے:

"اور اس نے اُن کو اُس جگہ اکٹھا کیا جس کا نام عبرانی میں آرمگڈّون (Har Megiddo) ہے۔" (مکاشفہ 16:16)[14]

5.1 ہرمجدون کی جغرافیائی و تاریخی حیثیت

عبرانی زبان میں "Har Megiddo" کا مطلب 'میگیڈّو کا پہاڑ' یا 'میگیڈّو کا میدان' ہے۔ یہ مقام موجودہ شمال مغربی اسرائیل (فلسطین) میں وادیِ یزریل (Jezreel Valley) کے پاس واقع ہے۔ تاریخی اور بائبلی پس منظر میں میگیڈّو ایک ایسا تزویراتی (Strategic) مقام رہا ہے جہاں قدیم دور میں مصریوں، اشوریوں، بابلیوں اور روایتی بادشاہوں کے درمیان درجنوں خونریز جنگیں لڑی گئیں۔[15]
عیسائی صیہونی مفسرین بائبل کے علامتی تمثیلات (Allegories) کو خالصتاً لفظی اور عسکری معنوں میں لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک آرمگڈّن ایک ایسی عالمی ایٹمی و عسکری جنگ ہوگی جس میں دنیا بھر کی قومیں دو بڑے بلاکس میں تقسیم ہو کر ارضِ مقدس پر نازل ہوں گی۔ ایک طرف اینٹی کرائسٹ (Antichrist / دجال) کی قیادت میں عالمی افواج ہوں گی اور دوسری طرف خدا کی افواج۔ اس جنگ میں اتنی شدید خونریزی ہوگی کہ بائبلی متن کی تعبیر کے مطابق "گھوڑوں کی لگاموں تک خون کا بہاؤ ہوگا"۔[16]

5.2 یاجوج و ماجوج (Gog and Magog) کی جنگ

عیسائی صیہونی عقیدے کو تقویت دینے کے لیے عہدِ عتیق کی 'کتابِ حزقی ایل' (Ezekiel: Chapters 38-39) کی پیش گوئیوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ حزقی ایل میں ذکر ہے کہ آخری زمانے میں 'جوج' (Gog) جو کہ 'ماجوج' (Magog) کی زمین کا حاکم ہے، ایک بہت بڑے عسکری اتحاد کے ساتھ اسرائیل کی پہاڑیوں پر حملہ آور ہوگا۔ عیسائی صیہونی الٰہیات دان (جیسے ہال لنڈسے اور جان ہیگی) 'شمال کی قوتوں' کی تعبیر روس، ایران، ترکی اور ان کے اتحادی مسلم ممالک سے کرتے ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ یہ تمام ممالک مل کر اسرائیل کو سمندر میں دھکیلنے کی کوشش کریں گے، لیکن خدا آسمان سے آگ اور گندھک برسا کر انہیں تباہ کر دے گا، جس کے بعد حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہوگا اور وہ اپنی ہزار سالہ حکومت (Millennial Kingdom) قائم کریں گے۔[17]

6. اسلامی آخرت شناسی اور الملحمۃ العظمیٰ (Islamic Eschatology)

اسلامی الٰہیات میں کائنات کا اختتام، قیامت اور اس سے پہلے ظاہر ہونے والی علامات (اشراط الساعۃ) کا علم ایمانیات کا ایک اہم حصہ ہے۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ ﷺ میں آخری زمانے کے ان واقعات کو 'الفتن والملاحم' کے زیرِ عنوان بیان کیا گیا ہے۔ 'ملحمہ'

(جمع: ملاحم) عربی زبان میں شدید، خونریز اور فیصلہ کن جنگ کو کہتے ہیں۔ اسلامی روایات میں آخری زمانے کی سب سے بڑی عسکری کشمکش کو 'الملحمۃ العظمیٰ' کا نام دیا گیا ہے۔[18]

6.1 نصوصِ قرآنیہ کی روشنی میں حق و باطل کا حتمی معرکہ

قرآنِ مجید کسی مخصوص جیو پولیٹیکل ریاست کی بقا کے بجائے کائنات میں حق اور باطل کے اخلاقی تصادم اور حق کے حتمی غلبے کا قانون بیان کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾[19]

ترجمہ: "اور اعلان کر دیجیے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل تو مٹنے ہی والا تھا۔"

تفسیر ابن کثیر میں تحریر ہے کہ یہ آیت مبارکہ ایک عالمی الٰہی سنت کو ظاہر کرتی ہے کہ باطل چاہے کتنا ہی ظاہری عروج حاصل کر لے، اس کا انجام کار زوال اور فنا ہے۔ آخری زمانے کا معرکہ اسی الٰہی قانون کا حتمی مظہر ہوگا۔[20]
اسی طرح، ارضِ مقدس اور زمین کا استحقاق قرآنِ مجید نے کسی نسلی یا قوم پرستانہ بنیاد پر رکھنے کے بجائے خالصتاً 'تقویٰ اور اصلاح' سے مشروط کیا ہے:

﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾[21]

ترجمہ: "اور ہم زبور میں نصیحت (تورات) کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوں گے۔"
امام القرطبیؒ اپنی تفسیر 'الجامع لأحكام القرآن' میں رقم طراز ہیں کہ اس آیت میں زمین کی وراثت کا اشارہ ان نیک بندوں کی طرف ہے جو عدل و توحید کے علمبردار ہیں، نہ کہ کسی مخصوص نسلی گروہ کی طرف۔[22]
قرآنِ کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آخری زمانے میں آمد کو قیامت کی ایک اہم ترین نشانی قرار دیا گیا ہے:

﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ﴾[23]

ترجمہ: "اور بے شک وہ (عیسیٰؑ) قیامت کی ایک علامت ہیں، پس تم اس میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔"

6.2 احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں الملحمۃ العظمیٰ کا تفصیلی بیان

احادیثِ صحیحہ میں الملحمۃ العظمیٰ کے واقعات، اس کے جغرافیائی میدان اور اس کے بعد رونما ہونے والے حالات کو صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت میں

الملحمہ کے میدانِ جنگ کا ذکر یوں آتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ، مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الأَرْضِ يَوْمَئِذٍ...»[24]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک رومی (مغربی افواج) اعماق یا دابق (شام میں حلب کے قریب واقع سائٹس) میں نہ اتر آئیں۔ پھر ان کی طرف مدینہ (یا مسلم مرکز) سے اس وقت کے زمین کے بہترین لوگوں کا ایک لشکر نکلے گا..."

امام محی الدین یحییٰ بن شرف النووی (المتوفی 676ھ) 'المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج' میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ 'اعماق' اور 'دابق' شام (Levant) کے خطے میں دو معروف مقامات ہیں۔ یہاں الملحمۃ العظمیٰ میں مسلمانوں کو شدید جانی آزمائش کا سامنا کرنا پڑے گا، اور ان کے لشکر کا ایک تہائی حصہ شہید ہو جائے گا، ایک تہائی فتح یاب ہوگا جو کبھی فتنے میں نہیں پڑے گا، اور یہی لشکر قسطنطنیہ کی فتح کا سبب بنے گا۔[25]

6.3 خروجِ دجال، ظہورِ امام مہدیؒ اور 'بابِ لد' پر دجال کا قتل

اسلامی اسکاٹولوجیکل تسلسل کے مطابق الملحمۃ العظمیٰ اور فتحِ قسطنطنیہ کے بعد کائنات کا سب سے بڑا فتنہ 'المسیح الدجال' (Antichrist) نمودار ہوگا۔ دجال اپنی خارق العادہ مادی طاقت، شعبدہ بازیوں، اور معاشی تسلط کے ذریعے دنیا کے اکثر لوگوں کو اپنے جال میں پھانس لے گا۔ امام مہدی علیہ السلام اہل ایمان کی قیادت سنبھالیں گے، مگر دجال کا فتنی طاقت اس قدر شدید ہوگی کہ اسے انسانی تدبیر سے ختم نہیں کیا جا سکے گا۔ اسی نازک ترین لمحے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا:

عَنْ نَوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ... «فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ... فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ»[26]

ترجمہ: حضرت نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا... "پھر عیسیٰ ابن مریم دمشق کے مشرقی حصے میں سفید مینار کے پاس دو زرد کپڑوں میں ملبوس، دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے... وہ دجال کا تعاقب کریں گے یہاں تک کہ اسے 'بابِ لد' (موجودہ تل ابیب/اسرائیل کے پاس واقع ایئرپورٹ کا علاقہ) پر جا لیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔"

ملا علی القاریؒ اپنی معرکہ الآرا شرح 'مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح' میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کا دجال کو 'بابِ لد' پر قتل کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ شر کی مادی و

طغیانی قوت الٰہی نصرت کے سامنے ذلیل و خوار ہوگی اور دنیا سے تمام کفر و ناانصافی کا خاتمہ ہو جائے گا۔[27]

6.4 حضرت عیسیٰؑ بحیثیت حاکمِ عادل اور شریعتِ محمدیہ ﷺ کی اتباع

اسلامی روایت کی ایک بنیادی انفرادیت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کسی نئی شریعت یا نیا مذہب لانے کے لیے نہیں ہوگی، بلکہ وہ نبی اکرم ﷺ کے امتی اور ایک 'عادل حاکم' (حکماً عدلاً) کی حیثیت سے آئیں گے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ»[28]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! عنقریب تم میں ابنِ مریم ایک عادل حاکم بن کر نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ختم کر دیں گے (کیونکہ سب مسلمان ہو جائیں گے)، اور مال کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں رہے گا۔"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ 'فتح الباری بشرح صحیح البخاری' میں فرماتے ہیں کہ "یکسر الصلیب" (صلیب توڑیں گے) سے مراد یہ ہے کہ وہ باطل عیسائی عقائد (تثلیث و فدیہ) کو باطل ثابت کر کے خالص توحیدِ الٰہی کا علم بلند کریں گے اور دنیا کو عدل، انصاف اور معاشی مساوات سے بھر دیں گے۔[29]

6.5 فتنوں کے دور میں حکمت اور اعتدال کی ہدایت

اسلامی اسکاٹولوجی مسلمانوں کو جذباتی مہم جوئی یا سنسنی خیزی میں مبتلا ہونے سے منع کرتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فتنوں کے دور میں زبان کو لگام دینے اور حکمت اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ، قَتْلَاهَا فِي النَّارِ، اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ»[30]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب ایک ایسا فتنہ برپا ہوگا جو عربوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا... اس فتنہ کے دوران زبان کا استعمال (پروپیگنڈہ، افواہیں اور جھوٹ) تلوار کے وار سے بھی زیادہ شدید زہر قاتل ہوگا۔"

یہ حدیثِ مبارکہ عصرِ حاضر میں سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلائی جانے والی آخرالزمانی

سنسنی خیزی اور ففتھ جنریشن وارفیئر (Information Warfare) پر مکمل طور پر صادق آتی ہے۔

7۔ تقابلی الٰہیاتی محاکمہ (Comparative Theological Critique)

عیسائی صیہونیت اور اسلامی روایات کا اگر گہرائی سے موازنہ کیا جائے تو اگرچہ دونوں میں تاریخ کا ایک انجام کی طرف بڑھنا اور ایک عظیم جنگ کا ہونا مشترک ہے، لیکن درج ذیل ۵ بنیادی الٰہیاتی جہتوں میں دونوں کے درمیان شدید تضاد پایا جاتا ہے:

7.1 'نجات دہندہ' (Messiah) کے کردار کا تقابل

عیسائی صیہونیت میں حضرت عیسیٰؑ کی آمدِ ثانی کا منظر نامہ ایک غضبناک، تباہ کن عسکری فاتح کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو اسرائیل کے تمام دشمنوں کو نیست و نابود کر دے گا۔ اس کے برعکس، اسلامی الٰہیات میں حضرت عیسیٰؑ ایک 'حاکمِ عادل' (Just Ruler) اور مصلح کے طور پر تشریف لاتے ہیں۔ وہ دجالی فتنے اور ناانصافی کے نظام کا خاتمہ کر کے کائنات میں امن، روح کی پاکیزگی اور توحیدِ الٰہی کا حتمی غلبہ قائم کرتے ہیں۔[31]

7.2 قوم پرستی بمقابلہ عالمگیر اخلاقی و ایمانی جواب دہی

عیسائی صیہونیت کی سب سے بڑی فکری خامیو یہ ہے کہ اس نے خدا کے فیصلے اور نجات کو ایک مخصوص 'قومیت' (یہود) اور 'زمینی خطے' (ریاستِ اسرائیل) سے مشروط کر دیا ہے۔ یہ ایک قوم پرستانہ الٰہیات (Ethno-nationalist Theology) ہے۔ دوسری جانب، اسلامی اسکاٹولوجی زمین پر تسلط کو کسی خاص نسلی گروہ کے بجائے 'صالحیت'، 'تقویٰ' اور 'اخلاقی استقامت' سے تعبیر کرتی ہے۔ اسلام کی نظر میں الٰہی امتحان تمام انسانوں کے لیے ایمانی و اخلاقی کسوٹی پر مبنی ہے۔[32]

8۔ عصری سیاسی و جغرافیائی مضمرات (Contemporary Geopolitical Implications)

مذہبی آخرت شناسی اور سیاسی الٰہیات نے بالخصوص گزشتہ نصف صدی کے دوران مشرقِ وسطیٰ کے سیاسی نقشے اور بین الاقوامی تعلقات پر انتہائی گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔

8.1 امریکی صیہونی لابی (CUFI) اور خارجہ پالیسی

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں انجیلی (Evangelical) عیسائیوں کی آبادی تقریباً 6 سے 8 کروڑ کے قریب ہے۔ یہ ووٹر بینک امریکی ریپبلکن پارٹی کی ریڑھ کی ہڈی شمار ہوتا

ہے۔ 'Christians United for Israel' (CUFI') نامی تنظیم، جس کے بانی جان ہیگی (John Hagee) ہیں، امریکہ کی سب سے بڑی صیہونی حامی لابی ہے جس کے اراکین کی تعداد ایک کروڑ سے زائد ہے۔ CUFI کا واضح اعلان ہے کہ امریکہ کی قومی سلامتی اور خدا کی برکت اس بات سے مشروط ہے کہ وہ بائبل (پیدائش 12:3) کے مطابق اسرائیل کی غیر مشروط عسکری، معاشی اور سفارتی حمایت کرے۔[33]

اس مذہبی لابی کے دباؤ کے نتیجے میں امریکی خارجہ پالیسی نے کئی تاریخی فیصلے کیے، مثلاً یروشلم کو اسرائیل کا یکطرفہ دارالحکومت تسلیم کرنا، امریکی سفارت خانے کی یروشلم منتقلی، اور فلسطین کے دو ریاستی حل (Two-State Solution) کی مسلسل ناکامی۔ امریکی حکمران (جیسے رونالڈ ریگن، جارج ڈبلیو بش، اور ڈونلڈ ٹرمپ) نے بارہا بائبلی الفاظ اور آرمگڈن کا ذکر اپنی تقریروں میں کیا ہے۔[34]

8.2 یروشلم، مسجدِ اقصیٰ اور ہیکلِ سلیمانی کی تعمیر کا خطرہ

عیسائی صیہونیوں کا پختہ عقیدہ ہے کہ جب تک یروشلم میں مسجدِ اقصیٰ اور قبۃ الصخرۃ کو ہٹا کر وہاں تیسری ہیکل (Third Temple) تعمیر نہیں کی جائے گی، تب تک حضرت عیسیٰؑ کا نزول ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس عقیدے کی بنیاد پر مختلف عیسائی صیہونی تنظیمیں اسرائیل کے ان متشدد یہودی گروہوں (Temple Mount Faithful) کو سالانہ کروڑوں ڈالر کی مالی معاونت فراہم کرتی ہیں جو مسجدِ اقصیٰ پر حملوں اور اس کی تباہی کے منصوبوں میں مصروف ہیں۔ یہ رجحان پورے عالمِ اسلام اور مغرب کے درمیان ایک ہولناک مذہبی جنگ کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔[35]

8.3 اسلامی دنیا کا ردِعمل اور انتہا پسندی کا خطرہ

عیسائی صیہونیت کی اس جارحانہ اور استعماری پالیسی کے جواب میں مسلم دنیا میں بھی شدت پسندی کے رجحانات کو تقویت ملی ہے۔ داعش (ISIS) اور دیگر غیر ریاستی عناصر (Non-State Actors) نے شام میں 'دابق' کے مقام پر اپنے رسائل اور پروپیگنڈا ویڈیوز کا نام رکھا اور الملحمۃ العظمیٰ کی احادیث کو سیاق و سباق سے کاٹ کر اپنے متشدد ایجنڈے کے لیے استعمال کیا۔ تاہم، مسلم دنیا کے جید علماء اور اکیڈمک مفکرین نے بارہا یہ واضح کیا ہے کہ احادیثِ ملاحم کا مقصد دہشت گردی یا بے گناہ انسانوں کا قتلِ عام نہیں، بلکہ فتنوں کے دور میں اپنے ایمان کی حفاظت اور صبر و حکمت کی پیروی کرنا ہے۔[36]

9. نتائجِ تحقیق (Findings)

اس تفصیلی اور تقابلی مطالعے سے درج ذیل بنیادی علمی نتائج برآمد ہوتے ہیں:

1. **الٰہیاتی بنیادوں کی تفریق:** عیسائی صیہونیت ایک قوم پرستانہ، جغرافیائی اور خونی فتح پر مبنی الٰہیات ہے جو ریاستِ اسرائیل کے سیاسی وجود کو بائبل سے جوڑتی ہے۔ جب کہ اسلامی اسکاٹولوجی زمین کی ملکیت کو صالحیت سے مشروط کرتی

ہے اور ہرملحمۃ العظمیٰ کو الٰہی عدل کا مظہر قرار دیتی ہے۔

2. **نصوص کی الحرفی تعبیر کا خطرہ:** بائبلی تمثیلات اور پیش گوئیوں کو جیو پولیٹیکل سیاست پر براہِ راست منطبق کرنے سے مشرقِ وسطیٰ کا مسئلہ مزید لاینحل بن گیا ہے اور بین الاقوامی قوانین کی پامالی ہو رہی ہے۔
3. **نجات دہندہ کا تصور:** عیسائی صیہونیت حضرت عیسیٰؑ کو ایک جابر جنگجو کے طور پر پیش کرتی ہے، جبکہ اسلامی نصوص میں وہ شریعتِ محمدی ﷺ کے پابند ایک عادل حاکم ہیں جو دنیا میں توحید اور امن قائم کرتے ہیں۔
4. **فتنوں کے مقابل رویہ:** اسلام فتنوں اور الملاحم کی پیش گوئیوں کا مقصد سنسنی خیزی یا عسکری مہم جوئی نہیں بلکہ اخلاقی و ایمانی استقامت اور زبان و قلم کی احتیاط بتاتا ہے۔

10۔ تجاویز و سفارشات (Recommendations)

1.اکیڈمک اداروں کے لیے: جامعات میں شعبہ علومِ اسلامیہ اور بین الاقوامی تعلقات کے مابین مشترکہ تحقیقی پروگرام شروع کیے جائیں تاکہ 'سیاسی الٰہیات' (Political Theology) کے بین الاقوامی پالیسیوں پر اثرات کا سائنسی مطالعہ کیا جا سکے۔
2.علماء و محققین کے لیے: اسلامی دنیا کے علمائے کرام پر لازم ہے کہ وہ علاماتِ قیامت اور الملاحم سے متعلق احادیث کی مستند، اعتدال پسند اور سیاقی تشریح پیش کریں تاکہ متشدد گروہ ان احادیث کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال نہ کر سکیں۔
3.بین المذاہب مکالمہ (Interfaith Dialogue): بین المذاہب پلیٹ فارمز پر معتدل عیسائی مفکرین (جو ڈسپنسیشنل ازم کے مخالف ہیں) اور مسلم اسکالرز مل کر عیسائی صیہونیت کے پرتشدد نظریات کا علمی و اخلاقی محاسبہ کریں۔
4.میڈیا پالیسی: ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا پر آخرالزمانی سنسنی خیزی اور غیر مستند پیش گوئیوں کی اشاعت کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

11۔ حرفِ آخر (Conclusion)

یہ تحقیق اس حقیقت کو پایۂ ثبوت تک پہنچاتی ہے کہ مذہبی آخرت شناسی محض ایک نظریاتی عقیدہ نہیں ہے بلکہ عصرِ حاضر کی عالمی سیاست اور مشرقِ وسطیٰ کے عسکری تنازعات کو شکل دینے والی ایک طاقتور فکری قوت ہے۔ عیسائی صیہونیت میں آرمگڈن کا تصور، جو انیسویں صدی کی ایک تفسیری بدعت (ڈسپنسیشنل ازم) پر قائم ہے، آج مشرقِ وسطیٰ میں استعمار، فلسطینیوں کی نسل کشی اور جنگی جنون کا فعال سیاسی ہتھیار بن چکا ہے۔ اس کے برعکس، اسلامی روایت میں الملحمۃ العظمیٰ، فتنہ دجال اور نزولِ عیسیٰؑ کا بیان امت کو کسی سیاسی مہم جوئی میں مبتلا کرنے کے لیے نہیں بلکہ انہیں فتنوں کے پرآشوب دور میں ایمانی پاکیزگی، اخلاقی ذمہ داری اور الٰہی عدل پر قائم رہنے کا درس دیتا ہے۔ عالمی امن، انسانی حقوق اور بقائے باہمی کی بحالی کے لیے ضروری ہے کہ الہامی نصوص کے اس تزویراتی سیاسی استعمال کی علمی و اخلاقی سطح پر مؤثر حوصلہ شکنی

کی جائے۔

12۔ حواشی و حوالہ جات (Footnotes - Chicago Manual of Style)

1. Alister E. McGrath, *Christian Theology: An Introduction*, 6th ed. (Oxford: Wiley-Blackwell, 2017), 425–428.

2. Stephen Sizer, *Christian Zionism: Road-map to Armageddon?* (Leicester: Inter-Varsity Press, 2004), 18–25.

3. إسماعيل بن عمر ابن كثير، *النهاية في الفتن والملاحم*، تحقيق طه محمد الزيني (بيروت: دار الكتب العلمية، 1988)، ج 1، ص 45–52۔

4. محبوب الرحمٰن اور ڈاکٹر محی الدین ہاشمی، *اصول تحقیق* (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2021ء)، 121–126۔

5. ڈاکٹر خالق داد ملک، *تحقیق و تدوین کا طریقہ کار* (لاہور: مسلم پبلیکیشنز، 2018ء)، 145–150۔

6. Paul Boyer, *When Time Shall Be No More: Prophecy Belief in Modern American Culture* (Cambridge, MA: Harvard University Press, 1992), 112–118.

7. Sizer, *Christian Zionism*, 245–250.

8. Donald E. Wagner, *Anxious for Armageddon: A Call to Partnership for Middle Eastern and Western Christians* (Scottdale, PA: Herald Press, 1995), 89–95.

9. محبوب الرحمٰن اور ہاشمی، *اصول تحقیق*، 130۔

10. Donald M. Lewis, *The Origins of Christian Zionism: Lord Shaftesbury and Evangelical Support for a Jewish Homeland* (Cambridge: Cambridge University Press, 2010), 101–108.

11. Charles C. Ryrie, *Dispensationalism*, Rev. and Expanded ed. (Chicago: Moody Publishers, 2007), 41–49.

12. Timothy P. Weber, *On the Road to Armageddon: How Evangelicals Became Israel's Best Friend* (Grand Rapids, MI: Baker Academic, 2004), 210–218.

13. Grace Halsell, *Forcing God's Hand: Why Millions Pray for a Quick Rapture and Destruction of Planet Earth* (Washington, DC: Institute for Palestinian Studies, 2003), 77–82.

14. *The Holy Bible*, New International Version (Grand Rapids, MI: Zondervan, 2011), Revelation 16:16.

15. Colin Chapman, *Whose Promised Land?* (Grand Rapids, MI: Baker Academic, 2002), 134–140.

16. Boyer, *When Time Shall Be No More*, 125.

17. Yaakov Ariel, *On Behalf of Israel: American Fundamentalist Attitudes toward Jews, Judaism, and Zionism, 1865–1945* (Brooklyn, NY: Carlson Publishing, 1991), 58–64.

18. ابن كثير، *النهاية في الفتن والملاحم*، ج 1، ص 60۔

19. القرآن الكريم، سورة الإسراء (17): آیت 81۔

20. إسماعيل بن عمر ابن كثير، *تفسير القرآن العظيم* (الرياض: دار طيبة، 1999)، ج 5، ص 111۔

21. القرآن الكريم، سورة الأنبياء (21): آيت 105.
22. محمد بن أحمد القرطبي، *الجامع لأحكام القرآن* (القاهرة: دار الكتب المصرية، 1964)، ج 11، ص 348.
23. القرآن الكريم، سورة الزخرف (43): آيت 61.
24. مسلم بن الحجاج، *الجامع الصحيح (صحيح مسلم)*، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي (القاهرة: دار إحياء الكتب العربية، 1955)، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب في فتح قسطنطينية وخروج الدجال ونزول عيسى، حديث: 2897.
25. يحيى بن شرف النووي، *المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج* (بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1392هـ)، ج 18، ص 21–25.
26. مسلم بن الحجاج، *صحيح مسلم*، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال وصفته وما معه، حديث: 2937؛ محمد بن عيسى الترمذي، *سنن الترمذي* (بيروت: دار الغرب الإسلامي، 1998)، أبواب الفتن، حديث: 2240.
27. ملا علي القاري، *مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح* (بيروت: دار الفكر، 2002)، ج 8، ص 3442–3445.
28. محمد بن إسماعيل البخاري، *الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)*، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر (الرياض: دار طوق النجاة، 1422هـ)، كتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مريم، حديث: 3448.
29. أحمد بن علي ابن حجر العسقلاني، *فتح الباري بشرح صحيح البخاري* (بيروت: دار المعرفة، 1379هـ)، ج 6، ص 490–494.
30. سليمان بن الأشعث أبو داود، *سنن أبي داود*، تحقيق محمد محيي الدين عبد الحميد (بيروت: المكتبة العصرية، د.ت)، كتاب الفتن والملاحم، حديث: 4265.
31. Sizer, *Christian Zionism*, 201.
32. ابن كثير، *النهاية في الفتن والملاحم*، ج 2، ص 15.
33. Weber, *On the Road to Armageddon*, 222–228.
34. Boyer, *When Time Shall Be No More*, 140–145.
35. Halsell, *Forcing God's Hand*, 90–98.
36. النووي، *المنهاج شرح صحيح مسلم*، ج 18، ص 30.